© rasailojaraid.com

ہندوستان

عہدِ عتیق کی تاریخ میں

جناب سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۲)

مدرسہ جندیسا پور | ہندوستان کی قدیم حضارت کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ مدرسہ جندیسا پور جو فلسفہ وطب کا بڑا مرکز تھا اس میں یونانی علوم کے ساتھ ساتھ ہندی ثقافت کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ حنا فاخوری کا بیان ہے [1]

ومدرسة جندیسابور في الأهواز التي أنشأها كسرى أنوشروان (۵۳۱-۵۷۹م) وجعلها معهداً للدراسات الفلسفية والطبية ومعظم أساتذتها من النساطرة وكانت تدرس فيها الثقافة الهندية بجانب الثقافة اليونانية وكانت من ثمّ مركزاً لثلاث ثقافات: اليونانية والهندية والفارسية، وقد اشتهر بالطب وظلت تؤدي خدمتها الثقافية في العهد العربي۔

نیز اہواز کا مدرسہ جندیسا پور جس کا بانی کسریٰ نوشیرواں (۵۳۱-۵۷۹م) تھا اور جو فلسفہ وطب کا واحد مرکز تھا، جس کے بڑے بڑے اساتذہ نسطوری ہوتے تھے۔ اس میں یونانی ثقافت کے ساتھ ساتھ ہندی ثقافت کی بھی تعلیم دی جاتی تھی اور اس لحاظ سے وہ تین ثقافتوں کا مرکز تھا، یونانی، ہندی اور فارسی۔ یہ مدرسہ طب میں بڑی شہرت رکھتا تھا اور اس کی ثقافتی خدمات عربی عہد میں بھی جاری رہیں

---

[1] تاریخ الادب العربی (ص ۳۳۹)

© rasailojaraid.com

ہندوستان اساطین اسلام کی نظر میں

ہندوستان قدیم الایام سے اپنی حکمت اور فلسفہ میں اتنا مشہور تھا کہ اسلام کے آنے کے بعد بھی اس کی شہرت عربوں میں برقرار رہی، چنانچہ اسلام کا ہر مورخ جب ہندوستان کا ذکر کرتا ہے تو اپنے تاثرات کا اظہار کئے بغیر آگے نہیں بڑھتا۔ ذیل میں صرف چند اساطین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جو انھوں نے ہندوستان کے بارے میں روایت کئے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو العاص: [1]

صورت الدنیا علی خمسة اجزاء علی اجزاء الطیر: الراس والصدر والجناحین والذنب. رأس الدنیا الصین والجناح الایمن الهند والجناح الایسر الخزر۔

دنیا کی شکل ایک طائر کی شکل پر ہے جس کے ۵ اجزاء ہوتے ہیں، سر اور سینہ، دونوں بازو اور دم دنیا کا سر چین ہے اور داہنا بازو ہند اور بایاں بازو خزر ہے۔

یعقوبی: [2]

والهند اصحاب حکمة ونظر وهم یفوقون الناس فی کل حکمة. فقولهم فی النجوم اصح الاقاویل وکتابهم فیه کتاب "السند هند" الذی منه اشتق کل علم من علومهم تکلم فیه الیونانیون والفرس وغیرهم وقولهم فی الطب المقدم ولهم فیه الکتاب الذی یسمی "سسرو" فیه علامات الادواء ومعرفة علاجها وادویتها وکتاب "سرك" وکتاب "ندان" فی علامات اربعمائة واربعة ادواء ومعرفتها بغیر

اور ہندوستانی صاحب حکمت اور ارباب نظر ہیں، وہ ہر قسم کی حکمت میں سب لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں، علم نجوم میں ان کے اقوال سب سے زیادہ صحیح ہوتے ہیں، اس فن میں اُن کی کتاب "السند ہند" ہے جو ایسی بنیادی کتاب ہے جس سے وہ تمام علوم متفرع ہوتے ہیں جن پر یونانیوں اور اہل فارس وغیرہ نے بحث کی ہے۔ طب میں ان کا قول سب پر مقدم ہے اور اس فن میں اُن کی ایک کتاب ہے جسے "سسرو" کہتے ہیں، اس میں بیماریوں کی علامات اُن کے علاج اور دواؤں کی تفصیل ہے۔ کتاب "سرک" اور کتاب "ندان" چار سو چار بیماریوں کی علامات

---

[1] ابن عساکر: تاریخ مدینہ دمشق (ص ۱۷۸) [2] یعقوبی: تاریخ (۱: ۹۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علاج، وكتاب "سندهشان" وتفسيره صورة النجح وكتاب فيما اختلفت فيه الهند والروم من الحار والبارد وقوى الادوية وتفصيل السنة وكتاب اسماء العقاقير، كل عقار باسماء عشرة ولهم غير ذلك من الكتب في الطب ولهم في المنطق والفلسفة كتب كثيرة في اصول العلوم منها كتاب "طوفا" في علم حدود المنطق وكتاب فيه فلاسفة الهند والروم ولهم كتب كثيرة يطول ذكرها ويبعد عرضها.

کے بیان میں ہے، اس میں علاج کا بیان نہیں ہے اور کتاب "سندھشان" بھی علم طب میں ہے، جس کے معنیٰ ہیں "کامیابی کی صورت" ان کے علاوہ ایک اور کتاب ہے، جس میں دواؤں کے گرم اور سرد ہونے، دواؤں کی قوتوں، سال کی تفصیل کے بارے میں ہندی اور رومی اطبا میں جو اختلافات ہیں اُن کا بیان ہے، ایک کتاب جڑی بوٹیوں کے ناموں پر ہو جس میں ایک ایک بوٹی کے دس دس نام ہیں، ان کے علاوہ بھی طب میں ان کی کتابیں ہیں اور منطق و فلسفہ میں اُن کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں اس علم کے اصول کا بیان ہو، ان ہی میں ایک کتاب حدود منطق کے علم میں "طوفا" ہو نیز ایک اور کتاب ہو جس میں ہندوستان اور روم کے فلاسفہ کے اختلافات اور تفاوت کا بیان ہو اور ہندوستان کی اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہو۔

مسعودی، تبت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے[1]۔

ثم يتلوه ملك الهند وهو ملك الحكمة وملك الفيلة لان عند ملوك الاكابر ان الحكمة من الهند بدءها ثم يتلوه في المرتبة ملك الصين۔

(تبت) کے بادشاہ کے بعد، ہندوستان کا بادشاہ ہے جو حکمت کا بادشاہ اور ہاتھیوں والا بادشاہ ہو اس لئے کہ بڑے بڑے سلاطین کے نزدیک یہ بات مانی ہوئی ہے کہ حکمت کا منبع ہندوستان ہے، اس کے بعد دوسرا مرتبہ چین کے بادشاہ کا ہے۔

ابوزید حسن سیرانی معاصر مسعودی کا بیان ہے[2]۔

[1] مروج الذہب ۱: ۱۳۵ [2] ہندوستان عربوں کی نظر میں، ۵۷

© rasailojaraid.com

وبعد هم ملك الفيلة وهو ملك الهند ونجده عندنا ملك الحكمة لان اصلها منهم۔

ان (ترکوں) کے بعد ہاتھیوں والا یعنی ہندوستان کا بادشاہ ہو جس کو ہم حکمت کا بادشاہ سمجھتے ہیں، کیونکہ حکمت کا منبع سرزمین ہند ہے۔

ابن المقفع جس نے دنیا کے مختلف ممالک کا گہرا مطالعہ کیا تھا، اُس کے سامنے ہندوستان کا ذکر آیا تو کہا " هم اصحاب الفلسفه" وہ فلسفہ والے ہیں[1]

عمر بن عبدالعزیز اور ہندی راجہ

اسلام کی تاریخ میں اموی حکومت کا دور ایک تابناک دور رہا ہے، جبکہ شاہانہ سطوت وجبروت کا آفتاب خط نصف النہار پر ضو پاشی کر رہا تھا اور بڑے بڑے سلاطین اس کی ہیبت سے لرزہ براندام تھے۔ اس وقت بھی ہندوستان کا ایک راجہ جب اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھتا ہے تو اس طرح لکھتا ہے[2]

من ملك الاملاك الذى هو ابن الف ملك والذى تحته بنت الف ملك والذى فى مربطه الف فيل، والذى له نهران ينبتان العود والفوّة والجوز والكافور الذى يوجد ريحه على اثنا عشر ميلا، الى ملك العرب الذى لا يشرك بالله شيئا۔ اما بعد: فانى اردت ان تبعث الىّ رجلاً يعلّمنى الاسلام ويوقفنى على حدوده، والسّلام۔

اس بادشاہ کی طرف سے جو ایک ہزار بادشاہوں کا بیٹا ہے، جس کی ملکہ ایک ہزار بادشاہوں کی بیٹی ہے جس کے فیل خانے میں ایک ہزار ہاتھی ہیں، جس کی قلمرو میں دو ایسی نہریں ہیں جو عود اور ٹن اور بادام اور کافور اگاتی ہیں جس کی خوشبو بارہ میل تک جاتی ہے عرب کے اس بادشاہ کی طرف جو کسی کو اللہ کا شریک نہیں گردانتا۔ اما بعد میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو مجھ کو اسلام کی تعلیم دے اور اس کے حدود مجھ کو بتائے۔ والسلام

ممکن ہے بعض لوگ اس کو تعلی اور تفاخر پر محمول کریں جو عملاً سلاطین کا خاصہ ہوتی ہے لیکن جن حضرات نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک بادشاہ جب دوسرے بادشاہ کو خط لکھتا ہے تو پوری

[1] آلوسی: بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب (۱: ۱۵۹) [2] ایضاً (۱: ۱۶۶)، العقد الفرید مصر ۱۹۴۰ء (۲: ۲۰۲)

© rasailojaraid.com

ذمہ داری کے ساتھ لکھتا ہے اور کوئی تعلّی اس میں ایسی نہیں ہوتی جو حقیقت اور واقعہ کے خلاف ہو۔ خصوصاً جبکہ صلح کے ماحول میں خط وکتابت کی جارہی ہو۔ اس بنا پر اس ہندی بادشاہ کا اپنے کو ایک ہزار بادشاہوں کا بیٹا اور اپنی ملکہ کو ایک ہزار بادشاہوں کی بیٹی لکھنے کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ اس کے اور اس کی ملکہ کے سلسلۂ آبا میں ایک ہزار بادشاہ ہو چکے تھے اور خود وہ ان ایک ہزار پر ایک کا اضافہ تھا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کتنے قدیم زمانے سے منظم حکومت رہی ہے۔

طبیب ہندی اور امام جعفر صادقؒ

اہلِ ہند کو اپنی طب اور فلسفے پر جو ناز رہا ہے وہ اسلام کے آنے کے بعد بھی برقرار رہا جیساکہ روایات بتاتی ہیں کہ شاہانِ بنی اُمیّہ اور بنی عباس کے یہاں ہندی فلاسفر برابر جاتے تھے اور مسلمانوں سے اُن کے گرم گرم مباحثے ہوئے ہیں۔ ان کے اس نازِ تفاخر کو پہلی مرتبہ اگر کسی نے شکست دی ہے تو وہ تسبیحِ آل محمد کا چھٹا دانہ امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السّلام کی ذات ہے جو علم امیر المومنین ع کے صحیح وارث اور اپنے وقت میں رسول اسلام کے سچّے جانشین تھے۔ منصور عباسی کا مصاحب ربیع راوی ہے کہ ایک مرتبہ منصور عباسی کے دربار میں ایک ہندی طبیب آیا اور اُس نے طب اور فلسفہ کے مسائل بیان کر کے منصور اور اس کے شرکاء دربار کو اپنے علم سے مرعوب کرنا چاہا' اس روز اتفاق سے منصور کی مجلس میں امام جعفر صادق علیہ السّلام بھی تشریف فرما تھے' آپ خاموشی سے اس کی تقریر سنتے رہے' جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو امامؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے ابو عبداللہ جو کچھ میں نے بیان کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ امام نے فرمایا' نہیں اس لئے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔ ہندی نے متعجب ہو کر پوچھا' وہ کیا؟' فرمایا میں حار کا علاج بارد سے اور بارد کا علاج حار سے کرتا ہوں اور تر کا خشک سے اور خشک کا تر سے اور نتیجہ کو اللہ پر چھوڑ دیتا ہوں' نیز رسول اللہؐ نے اس بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اس کو کام میں لاتا ہوں' آپ کا ارشاد ہے۔" واعلم ان المعدة بيت الداء و الحمية هي الدواء واعود البدن ما اعتاد" (معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز ہر مرض کی دوا ہے اور جسم کو جس چیز کا عادی بنانا چاہیے اس کا عادی بنایا جائے) ہندی نے جواب دیا: یہی تو کل طب ہے اس پر امام نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے یہ اصول طب کی کتابوں سے لیا ہے؟ طبیب ہندی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے جواب دیا، یقیناً ایسا ہی ہے، آپ نے فرمایا: نہیں میں نے یہ اللہ سے لیا ہے جو پاک اور منزہ ہے پھر آپ نے فرمایا: اے ہندی! یہ بتاؤ کہ طب کا میں زیادہ عالم ہوں یا تم، ہندی نے کہا، میں۔ امام نے فرمایا: اچھا تو میں تم سے کچھ سوالات کرتا ہوں ان کا جواب دو۔ ہندی نے کہا: بسم اللہ! اس پر آپ نے حسب ذیل انیس سوال اس سے کئے۔

۱۔ کاسۂ سر کو ہڈیوں کے ذریعہ خانہ دار کیوں بنایا گیا ہے۔؟

۲۔ سر پر بال کیوں اُگائے گئے ہیں۔؟

۳۔ پیشانی کو مسطح اور بغیر بالوں کے کیوں چھوڑا گیا ہے۔؟

۴۔ پیشانی پر شکنیں اور خطوط کیوں پیدا کئے گئے ہیں؟

۵۔ دونوں آنکھوں پر ابرو قرار دینے میں کیا حکمت ہے۔؟

۶۔ آنکھ کی شکل بادام سے مشابہ کیوں بنائی گئی ہے۔؟

۷۔ ناک کی جگہ دونوں آنکھوں کے درمیان کیوں رکھی گئی ہے؟

۸۔ ناک کا سوراخ اس کے نیچے کیوں ہے؟

۹۔ ہونٹ اور شارب دہن کے اوپر کیوں رکھے گئے ہیں۔؟

۱۰۔ مردوں کے ڈاڑھی کیوں ہے؟

۱۱۔ آگے کے دو دانت تیز، ڈاڑھیں چوڑی اور کونچلیاں لمبی کیوں ہیں۔؟

۱۲۔ ہتھیلی کو بغیر بالوں کے کیوں چھوڑا گیا ہے۔؟

۱۳۔ بال اور ناخن بے جان کیوں رکھے گئے ہیں۔؟

۱۴۔ دل کی شکل دانۂ صنوبر کی مانند کیوں رکھی گئی ہے۔؟

۱۵۔ جگر کی شکل محدّب کیوں ہے۔؟

۱۶۔ گردہ لوبیا کے دانہ کی شکل پر کیوں بنایا گیا ہے۔؟

۱۷۔ دونوں گھٹنے پیچھے کی طرف کیوں مڑتے ہیں؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۸۔ پھیپھڑہ کو دو قطعوں میں کیوں بنایا گیا ہے ؟

۱۹۔ پاؤں کی ایڑی اور پنجے کے درمیان خلا کیوں رکھا گیا ہے۔ ؟

طبیب ہندی ان سوالات میں سے کسی ایک کا جواب نہ دے سکا۔ امام نے فرمایا: اچھا میں تم کو ان کا جواب دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ایک سوال کا جواب دینا شروع کیا۔

۱۔ آپ نے فرمایا۔ سر میں ہڈیوں کا جال اس لئے رکھا گیا ہے کہ کاسۂ سر چونکہ اندر سے خول ہے اس لئے ہڈیوں کے ذریعہ اگر اس کے چھوٹے چھوٹے خانے نہ کئے گئے ہوتے تو درد بہت جلد راہ پا لیا کرتا۔

۲۔ سر پر بال اس لئے رکھے گئے ہیں کہ ان کے ذریعے سے دماغ تک روغن پہونچ سکے اور اندر کے بخارات باہر نکل سکیں۔ نیز سردی اور گرمی میں جن کا ایک خاص مقدار میں دماغ تک پہونچنا ضروری ہے' اس پر اثر کر سکیں۔

۳۔ پیشانی کو بغیر بالوں کے اس لئے رکھا گیا ہے کہ روشنی اس سے ٹکرا کر آنکھوں کی طرف آتی ہے۔

۴۔ اس پر خطوط اور شکنیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ پسینہ اور دیگر رطوبات جو سر سے گرتی ہیں یہ ان کو روکے رہیں اور آنکھ ان سے محفوظ رہے' اتنی دیر کے لئے کہ آدمی اس کو صاف کر سکے۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے زمین پر نشیبی مقامات اور نہریں جو پانی کو سطح ارض پر پھیلنے سے روکے رہتی ہیں۔

۵۔ بھوؤں کو آنکھوں کے اوپر قرار دیئے جانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ روشنی کو ایک انداز سے کے بموجب آنکھوں تک پہونچاتی رہیں' تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب روشنی تیز ہوتی ہے یا آفتاب بالکل سامنے ہوتا ہے تو انسان اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیتا ہے تاکہ روشنی انداز سے کے مطابق آنکھوں تک پہنچے۔

۶۔ ناک کی جگہ دونوں آنکھوں کے درمیان اس لئے رکھی گئی ہے کہ وہ روشنی کو دونوں آنکھوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کرتی ہے اور کسی ایک آنکھ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

۷۔ آنکھ کی شکل بادام سے مشابہ اس لئے بنائی گئی تاکہ دوا کی سلائی اُن میں گھوم سکے اور باہر نکل سکے۔ اگر اس کو دائرہ کی مانند گول بنایا جاتا تو سلائی اچھی طرح اس میں نہ گھوم سکتی اور دوا پوری آنکھ میں نہ پہونچتی۔

۸۔ ناک کا سوراخ اس کے نیچے اس حکمت کے پیش نظر رکھا گیا تاکہ دماغ کی فاضل رطوبات اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذریعہ سے نکلتی رہیں اور اندر مشام تک پہونچ سکے، اگر یہ سوراخ ناک کے اوپر ہوتا تو نہ رطوبات ان سے خارج ہو سکتے نہ مشام خوشبو، بدبو کا احساس ہو سکتا۔

۹۔ ہونٹ اور شارب کو منہ کے اوپر اس لئے بنایا گیا تاکہ دماغ سے جو فاضل رطوبات باہر آئیں وہ براہ راست دہن تک نہ پہونچیں اور کھانے پینے کی اشیاء ان سے آلودہ نہ ہوں، اتنی دیر کے لئے کہ آدمی ان کو صاف کرلے۔

۱۰۔ ڈاڑھی کی حکمت، مرد اور عورت کے درمیان جنسی امتیاز قائم کرنا ہے۔

۱۱۔ آگے کے دو دانت تیز رکھے گئے، چیزوں کو کاٹنے کے لئے، ڈاڑھوں کو چوڑا بنایا گیا تاکہ ان کے ذریعہ سے اشیاء خوردنی کو اچھی طرح چبایا جا سکے، کو نچلیوں کو اونچا رکھا گیا تاکہ وہ دانت اور ڈاڑھوں کو مضبوط رکھیں۔ اسی طرح جیسے مکان کی بنیاد میں ستون رکھے جاتے ہیں۔

۱۲۔ ہتھیلیوں کو صاف رکھا گیا، اس لئے کہ ان کے ذریعے سے لمس واقع ہوتا ہے، اگر ان پر بال ہوتے تو لمس میں دشواری ہوتی اور آدمی کسی چیز کو چھو کر اس کا احساس نہ کر سکتا۔

۱۳۔ بالوں اور ناخن کو بیجان رکھا گیا، اس لئے کہ ان دونوں چیزوں کا بڑھ جانا، بدنما معلوم ہوتا ہے اور کاٹنا ضروری ہے، اگر ان میں جان ہوتی تو کاٹنے میں تکلیف ہوتی۔

۱۴۔ دل کو تخم صنوبر کی شکل کا بنایا اس لئے کہ وہ واژگوں ہے، اس کے سر کو نوکدار قرار دیا تاکہ پھیپھڑے کے اندر آجائے اور اس کے ہلنے سے ٹھنڈا ہوتا رہے، مبادا مغز اپنی حرارت کے سبب جل جائے۔

۱۵۔ جگر کو کوزہ بنانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ معدے کو سنگین کرے اور جو غذا جگر میں پہنچے وہ پلٹ کر سب معدہ کی طرف آجائے اور جگر اس کو اچھی طرح نچوڑ دے تاکہ اس میں جو کچھ گیس ہوں وہ سب نکل جائیں۔

۱۶۔ گردے کی شکل دانہ لوبیا کی مانند رکھی گئی کیونکہ اس پر منی قطرہ قطرہ ہو کر گرتی ہے، اگر وہ مربع یا مدور شکل کا ہوتا تو منی اس میں رک جایا کرتی اور جب تک دوسرا قطرہ آکر گرتا تو پہلا قطرہ اسی جگہ پر موجود رہتا۔ اس صورت میں منی کے خروج سے مرد لذت اندوز نہ ہو سکتا۔ اس لئے کہ منی اپنے محل سے جو ریڑھ کی ہڈی ہے، گردے کی طرف گرتی ہے، اس وقت گردہ کیڑے کی طرح سکڑتا اور پھیلتا ہے۔ اس حال میں منی کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس طرح مثانے کی طرف پھینکتا ہے جیسے کمان تیر سے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷۔ گھٹنا پیچھے کی طرف مڑتا ہے، کیونکہ آدمی اپنے سامنے کو چلتا ہے۔ اگر گھٹنے کی یہ ساخت نہ ہوتی تو حرکت میں یہ اعتدال قائم نہ رہ سکتا اور چلنے میں آدمی گر جایا کرتا۔

۱۸۔ پھیپھڑے کو دو قطعوں میں رکھا تا کہ دل ان دونوں کے درمیان کی تنگ نالی میں داخل ہو سکے اور اُن کے ہلنے سے دل کی حرارت کم ہوتی رہے۔

۱۹۔ ایڑی اور پنجے کے درمیان خلا اس لئے رکھا گیا کہ اگر پورا پاؤں زمین پر پڑتا تو چکی کے پاٹ کی طرح سنگین اور بھاری معلوم ہوتا، جس کو اگر کھڑا کیا جائے تو ایک بچہ لڑھکا کر لیجا سکتا ہے اور پٹ کر دیا جائے تو ایک توانا مرد بھی دقت کے ساتھ اٹھائے گا۔

طبیبِ ہندی امام کے یہ جوابات سُن کر مبہوت ہو گیا اور کہنے لگا "من این لک ھذا العلم" یہ علم آپ کے پاس کہاں سے آیا، آپ نے جواب دیا" اخذت عن آبائی علیہ السلام عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، عن جبرئیل علیہ السلام عن رب العالمین جل جلالہ الذی خلق الاجسام والارواح" میں نے یہ علم اپنے آبائے کرام علیہ السّلام سے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم سے، انھوں نے جبرئیل علیہ السّلام سے، انھوں نے اللہ سے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے، جس نے جسموں اور روحوں کو پیدا کیا، حاصل کیا ہے۔

ہندی نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں" واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحمد رسولہ وانت اعلم زمانک" میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور آپ اعلم زمانہ ہیں۔

ہندستان میں غیر ملکی بانیانِ مذہب کی آمد

ہندوستان کی یہ خصوصیت بھی نمایاں ہے کہ ایک طرف اگر وہ فاتحینِ عالم کی جولانگاہ رہا ہے تو دوسری طرف دیگر ممالک کے بانیانِ مذاہب اور مبلغین بھی مختلف زمانوں میں یہاں آتے رہے ہیں اس طرح اگر دیکھا جائے تو ہندوستان کے پاس فلسفہ وعلمِ کلام کا جو قیمتی ذخیرہ ہے وہ ذاتی ہونے کے ساتھ ساتھ اضافی بھی ہے۔ یہ موضوع اگرچہ کافی دلچسپ اور معلوماتی ہے، لیکن مجھے اس کے صرف اس حصے سے بحث کرنا ہے جو عہدِ عتیق سے متعلق ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کروں گا۔

© rasailojaraid.com

اس فہرست میں سب سے پہلا نام "زردشت" کا ہے جو ایران کا مشہور حکیم اور مذہب ثنویہ کا بانی ہوا ہے
س کا ظہور منوچہر کے زمانہ میں ہوا۔ اس کے بارے میں ابن اثیر کا بیان ہے[51]

صنف کتاباً وطاف به الارض
فما عرف احد معناه وزعم انها لغة
سماوية خوطب بها وسماه "اشتا" فسار
ن اذربیجان الی فارس فلم یعرفوا
ا فيه ولم يقبلوه فسار الی الهند و
ِضه على ملوكها ثم الى الصين و
ترك فلم يقبله احد۔

(زردشت نے) ایک کتاب تصنیف کی تھی اور اس کو لے کر دنیا کے مختلف
ممالک میں گیا لیکن کوئی اس کے معنیٰ نہ سمجھ سکا، لوگوں کا اس کے بارے
میں یہ گمان تھا کہ یہ کوئی آسمانی زبان ہے جس کے ذریعہ سے خطاب
کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا نام اس نے "اشتا" رکھا اور اس کو لے کر وہ
آذربیجان سے فارس آیا لیکن لوگ اس کو نہ سمجھ سکے اور اس کو قبول
نہیں کیا۔ یہاں سے پھر وہ ہندوستان کی طرف گیا اور وہاں کے راجاؤں
پر اس نے اس کو پیش کیا اس کے بعد وہ چین اور ترکستان گیا لیکن کسی نے اسکو نہیں مانا

مولف حبیب السیر نے اس کے ہندوستان آنے کا تذکرہ اس طرح کیا ہے[52]

ابوالحسن عامری گوید کہ آں ناخردمند از اہل دماوند بود و در مبادی سن رشد و تمیز سلوک طریق مسافرت کردہ بود، روئے بخدمت علماء روم و ہند آوردہ بتحصیل علوم عربیہ و تعلیم نیرنجات اشتغال نمود۔

۲۔ مانی

ایران کا مشہور مصور اور نقاش گذرا ہے۔ اس کے تعارف کے لئے محمد الحسینی العلوی کی حسب ذیل عبارت کافی ہے۔[53]

"ایں مرشے بود استاد در صناعت صورت گری۔ بروزگار شاپور بن اردشیر بیروں آمد در میان مغاں و پیغمبری دعوی کرد و برہان او قلم و صورتگری بود، گویند بر پارۂ حریر سپید خطے فرو کشید چنانکہ آں یک تار حریر بیروں کشید و آں خط ناپدید گشت و کتابے کرد بانواع تصاویر کہ آں را ارژنگ مانی خوانند و در خزائن غزنین ہست و طریق او ہماں طریق زردشت بودہ

[51] ابن اثیر: کامل (۱: ۱۰۰) [52] حبیب السیر (۱:) [53] بیان الادیان (ص: ۱۷ - ۱۸)

© rasailojaraid.com

است و مذہب ثنوی داشت"

اس کے ہندوستان آنے کے بارے میں مورخین کے حسب ذیل بیانات ہیں۔

۱۔ مسعودی:[1]

وفی ایامہ ظہر مانی، وقال بالاثنین فرجع سابور عن المجوسیة الی مذہب مانی والقول بالنور والبرأة من الظلمة، ثم عاد بعد ذلك الی دین المجوسیة ولحق مانی بارض الھند۔

اس کے (شاپور بن اردشیر کے زمانہ میں "مانی" کا ظہور ہوا، وہ دو نشانیوں کا قائل تھا، پس سابور دین مجوسی سے پلٹ گیا اور مانی کا مذہب اختیار کر لیا اور نور اور ظلمت سے برارۃ کا قائل ہو گیا۔ پھر وہ اپنے سابقہ دین، مجوسیت پر پلٹ آیا، جس کے نتیجہ میں "مانی" ہندوستان بھاگ کر گیا۔

۲۔ یعقوبی:[2]

فرجع سابور عن الثنویة الی المجوسیة وھم بقتل مانی فھرب فاتی بلاد الھند فاقام بھا حتی مات سابور۔

شاپور ثنویہ سے مجوسیت کی طرف پلٹ گیا اور "مانی" کے قتل کے درپے ہو گیا۔ اس سے خائف ہو کر مانی ہندوستان کے شہروں میں بھاگ کر آ گیا اور شاپور کے مرنے تک یہیں مقیم رہا۔

۳۔ ابن ندیم:[3]

وکان "مانی" دعا الھند والصین واھل خراسان وخلف فی کل ناحیة صاحبًا لہ

مانی نے ہند اور چین اور اہل خراسان کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی اور تمام اطراف میں اپنا ایک جانشین مقرر کیا۔

۴۔ ابن العبری:[4]

وفی ھذا الزمان عرف مانی

اسی زمانہ میں مانی جو مذہب ثنویہ کا بانی تھا، ظاہر ہوا

---

[1] مروج الذہب (۱: ۲۱۱) [2] یعقوبی: تاریخ (۱: ۱۴۱) [3] ابن ندیم: فہرست (۴۷۲) [4] تاریخ مختصر الدول (ص ۱۲۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الثنوی هذا كان اول امره يظهر النصرانية وصار قسيسا بالاهواز وكان يعلم ويفسر الكتب ويجادل اليهود والمجوس والوثنيين ثم مرق من الدين و سمى نفسه مسيحا واتخذ اثنى عشر تلميذا وارسلهم الى بلاد المشرق باسرها فى الهند والصين وزرعوا فيها علم الثنوية .... وكان يقول بالتناسخ وان فى كل شئ روحا مستنسخة

ابتدا میں یہ نصرانیت کو ظاہر کرتا تھا اور اسی بنا پر اہواز میں یہ "قسیس" ہو گیا تھا جہاں وہ معلمی کرتا تھا اور کتابوں کی تفسیر کرتا تھا۔ نیز یہود اور مجوس اور مشرکین سے بحث و مناظرہ کرتا تھا اس کے بعد وہ اپنے دین سے پھر گیا اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے بارہ شاگرد بنائے جن کو ثنویت کی تبلیغ کی۔ یہ تناسخ کا قائل تھا۔

۵۔ محبوب بن قسطنطین: [2]

واتخذ تلاميذ، اسم احدهم "ادى" واسم الآخر "توحى" واسم الثالث "مرادى" ووجه ادى تلميذه الى اليمن ليدعوا الناس الى رأيه ووجه "توحى" الى الهند وتخلف "مرادى" عنده بالسوس.... وقال ان الارواح تتناسخ

اس (مانی) نے اپنے کئی شاگرد بنائے ان میں ایک کا نام "ادی" اور دوسرے کا نام "توحی"۔ تیسرے کا "مرادی" تھا چنانچہ ادی کو اس نے یمن کی طرف بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو اس کے مذہب کی طرف دعوت دے اور "توحی" کو ہندوستان بھیجا نیز "مرادی" کو اپنے پاس سوس میں چھوڑا.... وہ تناسخ ارواح کا بھی قائل تھا۔

۶۔ ابوریحان البیرونی: [3]

فاما خارج دار الاسلام فان اكثر الاتراك الشرقية واهل الصين والتبت وبعض الهند على دينه ومذهبه ....

لیکن دار الاسلام کے باہر پس مشرق کے بہت سے ترک اور اہل چین و تبت اور کچھ ہندوستانی اس (مانی) کے دین اور مذہب پر ہیں۔

[2] کتاب العنوان (ص ۲۰۵)، [3] آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ (ص ۲۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آگے چل کر یہی مولف لکھتا ہے:

ان سابور اخرجه عن مملکته اخذنا بما سنه لهم زرادشت من نفی المتنبئین عن الارض و شرط علیه ان لا یرجع فغاب الی الهند والصین والتبت و دعاهناک ثم رجع فحینئذ اخذه بهرام وقتله لانه نقض الشی یطلقه و اباح الدم

شاپور نے (مانی) کو اپنی مملکت سے نکال دیا اس لئے کہ اس سے پہلے زردشت کو بھی نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے ملک بدر کیا جاچکا تھا، اور یہ شرط کہ دوبارہ وہ یہاں نہ آئے چنانچہ مانی، ہند اور چین اور تبت کی طرف غائب ہوگیا اور ان ممالک میں اس نے لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دی اس کے بعد پھر وہ واپس آگیا

میرخواند متوفی ۹۰۳ھ[1]

"مسعودی گوید کہ شاپور نخست بدین او درآمد آخر از مذہب وے رجوع نمودہ و با مانی عتاب آغاز نہاد، او گریختہ از راہ کشمیر بلاد ہندوستان رفت وازانجا متوجہ ترکستان وختا شد.... بالجملہ در بلاد ہندوستان وختا اورا رواج وروفقے تمام دست داد زیراکہ صورتہائے غریب ازو صادر می شد۔

۳۔ قلانوس[2]

یونان کے مشہور حکیم "فیثا غورث" کا شاگرد تھا جس کا زمانہ ۵۰۰ ق م قبل مسیح کا مانا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مورخین کا بیان ہے کہ یہ ہندوستان آیا تھا اور یہاں رہ کر اس نے مذہب فیثا غورث کی اشاعت کی۔ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں[3]

کان لفیثاغورث الحکیم الیونانی تلمیذ یدعی قلانوس قد تلقی الحکمة عنه وتلمذ له ثم صار الی مدینة من مدائن الهند واشاع فیها مذهب فیثاغورس ۔

حکیم یونانی، فیثا غورس کا ایک شاگرد تھا جس کا نام "قلانوس تھا، اس نے فیثا غورث سے حکمت کا درس لیا اس کے بعد وہ ہندوستان کے کسی شہر میں چلا گیا جہاں اس نے مذہب فیثا غورس کی اشاعت کی۔

---

[1] روضۃ الصفا (۱: ۲۲۲) [2] تاریخ الفلسفۃ الیونانیہ (ص ۹۰) [3] شہرستانی، الملل والنحل (۲: ۱۳۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قلانوسؒ کے بعد اس کا شاگرد "برخنین" ہندوستان میں اس کے جانشین کی حیثیت سے رہا، جس نے یہاں فلسفۂ رہبانیت اور ترک لذات کے نظریہ کی اشاعت کی۔ اس سلسلہ میں شہرستانی کا بیان حسب ذیل ہے:-[۱]

فلما توفی قلانوس تراسّ برخنین على الهند كلهم فرغّب الناس فی تلطیف الابدان وتهذیب الانفس وكان یقول: ای امرء هذب نفسه واسرع الخروج عن هذا العالم وطهر بدنه من الاوساخ ظهر له كل شئ وعاین كل غائب وقدر على كل متعذّر فكان محبورا، مسرورا، ملتذا، عاشقا لا یمل ولا یكل ولا یمسه نصب ولا لغوب، فلما نهج لهم الطریق، واحتج علیهم بالحجج المقنعة: اجتهدوا اجتهادا شدیدا وكان یقول ایضا: ان ترك لذات هذا العالم هو الذی یلحقكم بذلك العالم حتى تتصلوا به، وتنخرطوا فی سلكه وتخلّدوا فی لذاته ونعیمه، فدرس اهل الهند هذا القول ورسخ فی عقولهم۔

قلانوس کے انتقال کے بعد برخنین پورے ہندوستان کے لئے متعین ہوا۔ اس نے لوگوں کے جسموں کو لطیف بنانے اور نفوس کو پاکیزہ کرنے کی طرف لوگوں کو ترغیب دی۔ اس کا یہ قول تھا کہ جس شخص نے اپنے نفوس کو پاکیزہ بنالیا اور اس تنگنا سے عالم سے جلد از جلد نکل گیا اور اپنے بدن کو میل کچیل سے پاک کرلیا تو ہر چیز اس پر ظاہر ہوجاتی ہے اور غائب کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے نیز ہر امر دشوار پر وہ قادر ہوجاتا ہے اور نتیجہ میں وہ خوش وخرم اور لذت اندوز عشق ہوجاتا ہے، نہ وہ ملول ہوتا ہے نہ سست ہوتا ہے، نہ ضعف اور اندوہ اس کو عارض ہوتا ہے۔ غرضکہ جب اس نے ماحول تیار کرلیا اور شافی دلیلوں سے ان کو سامان تسکین فراہم کردیا تو پھر وہ لوگ خود بھی اس مسلک میں اجتہاد کرنے لگے۔ اس کا یہ بھی قول تھا کہ اگر اس عالم کی لذتوں کو ترک کردیا جائے تو یہ چیز تم کو دوسرے عالم سے متصل کردے گی اور اسی رشتہ میں تم منسلک ہوجاؤ گے جس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ تم وہاں کی لذتوں اور نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہو گے۔ اہل ہند نے اس کے اس قول کو پڑھا اور ان کی عقلوں میں راسخ ہوگیا۔

[۱] شہرستانی: الملل والنحل (۳: ۳۸۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عرب اور ہند کے تعلقات قدیم الایام میں

عرب اور ہند کے تعلقات کی ابتدا، عموماً اسلام کے بعد عہدِ خلافتِ ثانیہ سے کی جاتی ہے اور اب تک مورخین نے اسی پر پورا زور صرف کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی کی اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ہے اور اس میں شک نہیں کہ مؤلف نے اس میں بڑا مفید مواد فراہم کردیا ہے لیکن وہ سب اسلام کے بعد ہی سے متعلق ہے۔ عہدِ عتیق کے بارے میں اُن کے یہاں بھی صرف ضمناً تذکرہ ملتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے بعد سے عرب و ہند کے تعلقات کا جو باب شروع ہوتا ہے وہ ایک بھولے عہد کی تجدید ہے، اس لئے کہ اسلام سے قبل، جاہلیت اخیرہ کا دور عربوں کے زوال و انحطاط کا دور ہے جبکہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں مضمحل ہوچکے تھے اور اُن کی حیثیت ایک پسماندہ قوم کی رہ گئی تھی، لیکن اس سے چند صدی قبل تک اُن کا شمار دنیا کی متمدن ترین اقوام میں تھا اور ہندوستان سے اُن کی تجارت زور شور پر تھی۔

اس کا نقطۂ ابتدا ہم کو "عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح" کے وقت سے ملتا ہے جس کا زمانہ طوفانِ نوح کے بعد کا قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس عاد کے بارے میں مورخین کا بیان ہے[1] کہ سب سے پہلے جو روئے زمین کا بادشاہ ہوا وہ "عاد" ہے جبکہ قومِ نوح کی ہلاکت کے بعد از سرِ نو دنیا آباد ہونا شروع ہوئی۔ اس کی طرف قرآن مجید کی حسب ذیل آیت میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بسطۃ"[2]

یاد کرو اس وقت کو جب قوم نوح کے بعد تم کو خلیفہ بنایا اور خلقت کے لحاظ سے تم کو بالیدگی عطا کی۔

"عاد" کے بعد اس کا بیٹا شداد بن عاد" اس کا وارث ہوا، اس کا ہندوستان آنا اور یہاں کے ممالک کو فتح کرنا ذیل کی تصریحات سے ثابت ہے۔ ابن خلدون لکھتا ہے۔[3]

وذکر المسعودی: ان الذی ملک من بعد عاد، شداد منہم، ہو الذی

مسعودی نے لکھا ہے: عاد کے بعد بنو عاد میں سے جو بادشاہ ہوا، وہ "شداد" ہے جس نے مختلف ممالک

---

[1] مروج الذہب (۱: ۳۵۲) [2] [3] ابن خلدون: تاریخ (۲: ۳۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سار فی الممالک واستولیٰ علیٰ کثیر من بلاد الشام والھند والعراق ۔	کی سیر کی اور شام، ہند اور عراق کے اکثر شہروں پر قبضہ کیا ۔

خود مسعودی کے الفاظ "مروج الذہب" میں یہ ہیں[1]:-

ولشداد بن عاد سیر فی الارض وطی ات فی البلاد عظیم فی ممالک الھند وغیرھا من ممالک الشرق والغرب و حروب کثیرۃ ۔	شداد بن عاد نے روئے زمین کی سیر کی اور ہندوستان اور اس کے علاوہ مشرق اور غرب کے دوسرے ممالک میں گھوما پھرا اور کثرت سے لڑائیاں لڑیں ۔

غالباً اسی کے زمانے سے عرب اور ہند کے درمیان تجارت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ وہی بنو عاد ہیں جن کو تاریخ کی متعارف زبان میں "فنیشین" کہا جاتا ہے ۔ جیسا کہ مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں[2]:-

دنیا کی پہلی دریائی تاجر قوم کا نام فنیشین ہے، یہ یونانی نام ہے ۔ عبرانی میں ان کا نام کنعانی ہے اور آرامی بھی ان کو کہتے ہیں ۔ اہلِ عرب ان کو ارم کہتے ہیں اور یہی نام قرآن پاک میں ہے "عاد ارم ذات العماد" "بڑے بڑے ستونوں اور عمارتوں والے عاد ارم" اور اسی مناسبت سے عربی تخیل کے ذریعہ سے "بہشتِ ارم" ہماری زبان میں بھی بولتے ہیں ۔

یہ کون قوم تھی؟ محققین کا بیان ہے کہ یہ عرب تھے جو ساحل بحرین کے پاس سے اٹھ کر شام کے ساحل پر جا بسے تھے ۔ بحرین گویا مشرق میں مشرقی ملکوں کی بندرگاہ ان کی تھی، اور ٹائر شام میں بحرِ روم (میڈیٹرینین) کے کنارہ ان کی مغربی بندرگاہ تھی، جہاں سے وہ یونان کے جزیروں میں اور یورپ کے شہروں اور شمالی افریقہ کے کناروں تک چلے جاتے تھے ۔ اور ادھر مشرق میں وہ ایران ہندوستان اور چین تک کی خبر لیتے تھے ۔ (باقی)

---

[1] مروج الذہب (۱ : ۴۲۵) [2] عرب اور ہند کے تعلقات (ص ۸۰)

© rasailojaraid.com